ہم پر یہ ذمہ داری ڈالی گئی ہے کہ نوعِ انسانی کو تباہی سے بچانے کی کوشش کریں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰؍مارچ ۱۹۸۱ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

ہمارا یہ ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے کی وجہ سے ہم پر یہ ذمہ واری ڈالی گئی ہے کہ نوع انسانی کو، ساری دنیا کو اس تباہی سے بچانے کی کوشش کریں جس کی طرف وہ بڑی تیزی سے بڑھ رہے ہیں۔ اس قدر مشکل ہے یہ کام اور اس قدر عظیم کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی مدد شاملِ حال نہ ہو یہ فریضہ انجام نہیں دیا جاسکتا۔

خدا تعالیٰ کی رحمت کے حصول کے لئے قرآن عظیم نے جو ہمیں تعلیم دی اس کی پہلی شق یہ ہے کہ انسان اپنی تمام قوتوں اور صلاحیتوں کے لحاظ سے پاک اور مطہر ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ پاک ہے پاکیزگی کو پسند کرتا ہے۔ اس لئے گناہ جو ہیں جو انسان کو اللہ تعالیٰ سے دور لے جانے والے ہیں یا تو وہ سرزد نہ ہوں۔ اگر سرزد ہوں تو اللہ تعالیٰ سے رحمت اور فضل حاصل کیا جائے یا قرآن کریم نے ایسا راستہ بتایا ہو کہ وہ گناہ معاف ہوسکیں کیونکہ جو گند میں ملوث اور ناپاک وجود ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا وارث نہیں ہوسکتا لیکن یہ تو بنیادی منفی حصہ ہے ہماری زندگی کا۔ دوسری شق اس کی یہ ہے کہ ہمارے اعمال خدا تعالیٰ کی بتائی ہوئی تعلیم کے مطابق اتنا حسن اپنے اندر رکھتے ہوں اور اتنا نور کہ وہ جو نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (النور:۳۶) ہے وہ ہمیں اور ہماری کوششوں کو پسند کرنے لگے۔

قرآن کریم نے ان دو پہلوؤں پر ان آیات میں روشنی ڈالی ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ الشوریٰ میں فرماتا ہے۔ وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُوا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ۔ وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهِ وَالْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ (الشوریٰ:۲۶،۲۷)

یہ جو دو آیات ہیں ان میں سے پہلی آیت میں اس پہلی شق کا ذکر ہے۔ اس میں بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے بندے معصوم نہیں یعنی ان کی فطرت ایسی نہیں جو فرشتوں کی ہے کہ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ (التحریم:۷) جو حکم ہو وہ بجالائیں ان سے غلطی سرزد ہوتی ہے، وہ گناہ کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ فطرت انسانی ایسی بنائی ہے اللہ تعالیٰ نے کہ دونوں راہیں اس کے لئے کھولی ہیں لیکن جو اللہ تعالیٰ کا بندہ ہو وہ غلطی کرنے کے بعد توبہ کی راہوں کو اختیار کرتا ہے اور جب وہ خدا کے حضور عاجزانہ جھکتا اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہے اور اس سے مغفرت کا طلب گار ہوتا ہے اور اپنے خدا سے کہتا ہے کہ میں گناہ کر بیٹھا ہوں تیرے سوا مجھے کوئی بخشنے والا نہیں۔ تیرے سوا مجھے کوئی پاک کرنے والا نہیں۔ قرآن کریم نے (دوسرا مضمون ہے اشارہ کردوں یہ فرمایا ہے کہ تزکیہ کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے) اس لئے میرے گناہ کو معاف کرے۔ وَيَعْفُوا عَنِ السَّيِّاٰتِ ایک حصہ سیّئات کا اس طرح اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے لیکن جو گناہ اور سیّئات ہیں اور جو غلطیاں انسان سے سرزد ہو جاتی ہیں، خدا تعالیٰ کے احکام کو توڑنے کا وہ مرتکب ہو جاتا ہے۔ یہ برائیاں جو ہیں انہیں دو طریقے سے دور کیا جاسکتا ہے قرآنِ عظیم کی تعلیم کے مطابق۔ ایک یہ کہ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ (ھود:۱۱۵) اگر نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو تو ساری کی ساری برائیاں جو ہیں وہ دور ہو جاتی ہیں۔ مگر کون انسان ہے جو یہ دعویٰ کر سکے کہ میری نیکیوں کا پلڑا سیّئات سے بھاری ہے۔ اس واسطے ایک حصہ تو نیکیوں کے نتیجہ میں جن کی اللہ تعالیٰ سے انسان توفیق پاتا ہے۔ اس طرح دور ہو جاتا ہے اور جو رہ جاتی ہیں باقی وہ توجہ کے نتیجہ میں وَيَعْفُوا عَنِ السَّيِّاٰتِ اللہ تعالیٰ ان سیّئات کو دور کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ خدا تعالیٰ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رکھی جاسکتی۔ اس واسطے ہر کام میں خلوصِ نیت کا ہونا ضروری ہے۔ انسان انسان کو دھوکہ دے سکتا

ہے۔ انسان اپنے پیدا کرنے والے ربِّ کریم کو دھوکہ نہیں دے سکتا۔

اور دوسری شق یہاں یہ بتائی کہ وہ جو ایمان لائے اور اس کے مطابق انہوں نے اعمالِ صالحہ کئے اور ان روحانی اور اخلاقی تدابیر کے بعد انہوں نے یہ سمجھا کہ محض ہماری کوشش کافی نہیں جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت ہمارے اعمال کے ساتھ شامل نہ ہو اور انہوں نے دعا کی کہ اے خدا! ہزار کیڑے ہیں ہمارے اعمال میں، تو ان کیڑوں کو قتل کر دے۔ ہزار کمزوریاں ہیں ہمارے افعال میں اور نیکیوں میں وہ بھی جو ہم جانتے ہیں اور وہ بھی جو ہم نہیں جانتے، تو ایسا کر کہ ہمارے اعمال تیری نگاہ میں مقبول ہو جائیں۔ تو یَسۡتَجِیۡبُ وہ دعا کرتے ہیں خالی ایمان اور عمل صالح کو کافی نہیں سمجھتے۔ وہ دعا کرتے ہیں اور دعا کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو اور ان کے اعتقادات صحیحہ کو قبول کر لیتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ کافی نہیں ہے۔ اس مقام کے حصول کے لئے جس مقام پر اللہ تعالیٰ لے جانا چاہتا ہے یعنی آسمانی رفعتوں کی طرف اللہ تعالیٰ ساتویں آسمان تک پہنچانا چاہتا ہے مسلمان کو۔ اس کا ایمان باوجود پختہ ہونے کے اور اعتقادات صحیحہ ہونے کے اور اس کی کوشش اعمالِ صالحہ کی ہے اور اعمال صالحہ وہ بجالا رہا ہے اپنی طرف سے یہ کافی نہیں۔ وہ دعا مانگتا ہے کہ اے خدا! میرے اعتقادات میں، میری سمجھ میں اگر کوئی خامی ہے تو اسے نظر انداز کر دے اور اگر کوئی کمزوری ہے میرے اعمال صالحہ میں تو اسے ڈھانپ دے مغفرت کی چادر میں اور دعا کرتا ہے خدا تعالیٰ کے فضل اور رحمت کو جذب کرنے کے لئے اور اس کے فضل اور رحمت کو جذب کر لیتا ہے اور اس کے اعمال مقبول ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مقبول اعمال کے باوجود پھر بھی کچھ کمی رہ گئی۔ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ان اعمال مقبول سے کچھ زائد دیتا ہے اللہ تعالیٰ۔ تب جا کے مقصود حاصل ہوتا ہے یعنی حسنات جو ہیں وہ جتنی سیّئات مٹا چکیں اس سے زیادہ سیّئات کو مٹانے کی ضرورت ہے اور خدا تعالیٰ توبہ کو قبول کرتا اور جتنی حسنات جس قدر سیّئات مٹا سکی تھیں اس سے باقی جو رہ گئیں وہ توبہ کے ذریعے مٹا دی جاتی ہیں اور انسان ایمان پر پختگی سے قائم ہوتا اور اعمال صالحہ بجالاتا ہے اور عاجزانہ دعائیں کرتا ہے کہ اے خدا! میری تدبیر تو ایک بچے کی تدبیر ہے تیرے حضور۔ تیری رفعتوں کو دیکھتے ہوئے تیری عظمتوں پر نگاہ ڈالتے ہوئے کوئی چیز

نہیں ہیں یہ اعمال، اس واسطے اپنے فضل سے ان کو قبول کر۔ پھر خدا تعالیٰ کی رحمت اور فضل کو وہ جذب کرتا اور خدا تعالیٰ اپنے مومن بندے کو پاک اور مطہر کرتا، اس کے اعمال مقبول کر لیتا ہے لیکن یہاں اس طرف اشارہ ہے وَ یَزِیۡدُھُمۡ مِّنۡ فَضۡلِہٖ اس کے علاوہ اس کو کچھ اور بھی چاہیئے اپنی ذمہ داریاں نباہنے کے لئے اور اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے اس کو وہ دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کا فضل بندے کے ایمان اور عمل صالحہ کے علاوہ اسے ملنا چاہیئے تاکہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو نباہ سکے۔ وَالۡکٰفِرُوۡنَ لَھُمۡ عَذَابٌ شَدِیۡدٌ لیکن جو انکار کرنے والے ہیں ان کو ان کے اعمال کے مطابق اگر وہ چاہے تو عذاب دے گا زیادتی وہاں نہیں ہوگی۔

میں نے بتایا ہے کہ یہ ذمہ داری کہ ساری دنیا کو ہلاکت سے بچانا، ساری دنیا کو پیار اور محبت کے ساتھ، ان کو قائل کر کے اپنے عمل کے ساتھ، اپنے نمونہ کے ساتھ، قرآن کریم کے حسن کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے دین میں داخل کرنے کی کامیاب کوشش کرنا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے جھنڈے تلے انہیں جمع کرنا کوئی معمولی کام نہیں ہے۔ اس کے لئے جیسا کہ یہاں بتایا گیا کثرت سے توبہ کرنا ہے۔ مغفرت خدا کی چاہنا ہے۔

ایمان میں پختگی چاہیئے۔ ایک ایمان یہ ہے جس کی ابتدا محض زبان کے اقرار سے ہوتی ہے۔ ایک ایمان ہے جس کی وسعتوں کو انسان کا دماغ بڑے غور اور فکر اور اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے سمجھنے کے قابل ہوتا ہے۔ پہلے دن اس کو پتا ہی کچھ نہیں ہوتا کہ ایمان ہے کیا چیز۔ میں نے پہلے بھی کہا کہ حقیقی ایمان نے ہم میں سے ہر ایک کے سارے جو افعال ہیں ان کو گھیرا ہوا، ہماری جتنی قوتیں اور استعدادیں ہیں ساروں کا اس نے احاطہ کیا ہوا ہے اور کہتا ہے یہ کرو یہ نہ کرو۔ سب کچھ کرنے کے بعد مقبول اعمال کے ہوتے ہوئے بھی کچھ اور چیز چاہیئے وَ یَزِیۡدُھُمۡ مِّنۡ فَضۡلِہٖ۔ یہ فضل کے نتیجے میں جو زیادتی ہے مقبول اعمال پر یہ رحیمیت کا جلوہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جو صفت رحیمیّت ہے وہ وَ یَسۡتَجِیۡبُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کے دائرے کے اندر اپنا کام کر رہی ہے جو نقص ہیں ان کو دور کر دیتی ہے صفتِ رحیمیت لیکن محض رحیمیت کے جلوے تو ہمیں وہاں تک نہیں پہنچا سکتے جہاں تک اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہم پہنچیں۔ جب تک وہ رحمٰن خدا جس نے ہماری پیدائش کے وقت بغیر کسی عمل کے

ہمیں بہت کچھ دیا اتنا دیا کہ ہم شمار نہیں کر سکتے اس کا۔ ہمیں کہا گیا کہ اس کا درکھٹکھٹاؤ اور اس سے وہ حاصل کرو جو تمہارے مقبول اعمال سے زیادہ ہے کیونکہ محض مقبول اعمال ہی کافی نہیں ہیں تب تم اپنی ذمہ واریاں نباہ سکو گے۔

اب آج کی دنیا کی طرف اگر آپ دیکھیں تو یہ تباہی کی طرف جارہی ہے ایک مَیں مثال دیتا ہوں۔ آج کی دنیا خود کو مہذب کہتی ہے اور اس تہذیب کا ایک لازمی جز اور حصہ یہ ہے کہ یہ مہذب دنیا سٹرائیک (Strike) کرتی ہے یعنی کام چھوڑ بیٹھتی ہے اور میرا خیال ہے اور مجھے یقین ہے کہ میرا خیال غلط نہیں، اربوں ارب روپے کا سالانہ نقصان کرتی ہے۔ یہ مہذب دنیا۔ اس مثال سے آپ اندازہ لگالیں کہ ایک دفعہ انگلستان میں ایک صنعتی شہر میں سترہ منٹ کے لئے بجلی فیل ہوگئی۔ سترہ منٹ کے لئے بجلی فیل ہوئی، سارے انگلستان کے اخباروں نے شور مچایا۔ چیخ پڑے جس طرح کوے چیختے ہیں نا اس طرح اور ان کے جو ماہرین اقتصادیات تھے انہوں نے اندازے لگائے کہ اس سترہ منٹ میں اتنے کروڑ پاؤنڈ سٹرلنگ کا نقصان ہوگیا ہمارے ملک کو۔ تو جب کارخانے بند ہوتے ہیں مہینہ، دو مہینے، تین مہینے، چار مہینے کے لئے کتنا نقصان ہوتا ہوگا۔ اربوں کھربوں روپے کا نقصان کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہم مہذب ہیں۔ بعض جانوروں کے متعلق آتا ہے کہ ان کے اگر زخم لگ جائے تو اپنا ہی خون چوسنا شروع کر دیتے ہیں اور اپنا ہی خون چوس چوس کر مر جاتے ہیں۔ سمجھتے ہیں کہ ہم اپنی بھلائی کا کام کر رہے ہیں اور دراصل وہ خودکشی ہے۔ اس مہذب دنیا کو کس نے سمجھانا ہے اگر آپ نے نہیں سمجھانا کہ اس گند سے باہر نکلو۔ ہمیں بھی تھوڑا سا نقصان پہنچا نقصان تو نہیں تھوڑی سی دیر ہوگئی۔ میں بنیاد رکھ کے آیا تھا قرطبہ کی مسجد کی اس کے بعد پھر آرکیٹیکٹ کے کام تھے، معاہدہ جو ٹھیکیدار کے ساتھ کرنا تھا اس میں بھی وقت لگتا ہے یہ معاہدہ تیار ہوا اور ۱۲ رجنوری کو اس معاہدے پر دستخط ہوگئے۔ ۱۲ رجنوری حضرت مصلح موعود کا یوم ولادت بھی ہے۔ ۱۲ رجنوری کے ساتھ بعض دیگر برکتوں والے واقعات کا تعلق تھا۔ دو چار دن پہلے ہوسکتا تھا معاہدہ مگر کرم الٰہی صاحب ظفر نے کہا نہیں میں ۱۲ رجنوری کو کروں گا اور ہمارا خیال تھا کہ اس کے بعد ایک مہینہ ٹھیکیدار کو لگے گا۔ وہاں بجلی کا کنکشن لینا، پانی لینا، بعض نالیاں پانی کی بدلنے والی تھیں۔ ہم نے مختلف قطعے تین آدمیوں سے لئے تھے ہر

ایک کے لئے علیحدہ نالی آ رہی تھی ان نالیوں کو اٹھا کے دوسری جگہ لے کے جانا اس قسم کے چھوٹے چھوٹے کام ہمارا خیال تھا ایک مہینہ لگے گا اور فروری کے شروع میں کام شروع ہو جائے گا لیکن وہاں ہوگئی سٹرائیک (Strike) ہر ہفتے میں نے ان کو کہا تھا مجھے خط لکھیں مجھے خط لکھ رہے تھے کہ سٹرائیک نہیں دور ہوئی۔ کام نہیں شروع ہوا ۱۲؍ مارچ کو ان کا خط آیا کہ سٹرائیک دور ہوگئی ہے اور ٹھیکیدار کہتا ہے کہ آٹھ دس دن کے اندر کام شروع کر دوں گا۔ اب تار آئی ہے کہ تعمیر شروع ہوگئی الحمد للہ۔

آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کو توفیق دے نیز اس قوم کو توفیق دے کہ کام چھوڑ کر اپنا نقصان نہ کیا کریں۔ اس کا معاہدہ یہ ہے کہ دس مہینے زیادہ سے زیادہ گیارہ مہینے میں مسجد اور رہائشی مکان جو ہے مشن ہاؤس جس کو ہم کہتے ہیں وہ تیار کر دے گا۔ انشاء اللہ تیار ہو جائے گا یعنی اتنے سامان ہیں ان کے پاس۔ یہ جو دو چار ہفتے کی تاخیر ہوئی اس نے میری توجہ اس طرف پھیری کہ بڑے مہذب بھی ہیں اور سٹرائیک بھی کرتے ہیں؟ اس واسطے کہ یہ مہذب دنیا اپنے عوام کو یہ بات منوا نہیں سکی کہ یہ تہذیب ان کے حقوق کی حفاظت کر رہی ہے اور ان کے آرام اور سہولت کے سامان پیدا کر رہی ہے۔ تبھی ان کو لڑنا پڑتا ہے نا اپنے حقوق کے لئے جس کے نتیجے میں اربوں کھربوں ڈالر اور پاؤنڈ کا نقصان ہو رہا ہے ساری دنیا میں۔ انگلستان میں سٹرائیک ہو لاری چلانے والے ڈرائیوروں کی تو سارا انگلستان خاموش کھڑا ہو جاتا ہے اور سامان ادھر سے ادھر نہیں جا رہا۔ وہاں تو (یہاں تو ہمارے چھوٹے چھوٹے کارخانے ہیں) ایک ایک ٹیکسٹائل مل کپڑے بنانے کا کارخانہ ہے اس میں دس دس ہزار، پندرہ پندرہ ہزار، بیس بیس ہزار مزدور کام کر رہا ہے۔ دو دو مہینے کام رکا ہوا ہے اور جھگڑا چل رہا ہے مہذب دنیا میں۔ تم نے ایسا معاشرہ کیسے برداشت کر لیا۔ اگر مہذب دماغ تھا، اگر پڑھا ہوا، اگر ہدایت یافتہ دماغ تھا اس حصۂ انسانیت کا تو یہ برداشت کیسے کر لیا کہ اتنا نقصان اپنے ملکوں کو پہنچا دو لیکن نقصان پہنچ رہا ہے۔

میں ان کو سمجھاتا ہوں جب بھی باہر جاتا ہوں دورے پر (کہ جب تک) اسلامی تعلیم پر عمل نہیں کرو گے یہ مصائب جو تمہارے ساتھ چمٹے ہوئے ہیں ان سے نجات نہ پا سکو گے۔

روحانی اور اخلاقی لحاظ سے تو وہ دیوالیہ ہیں ہی۔ وہ آپ اسے مانتے ہیں لیکن مادی لحاظ سے بھی تم دیوالیہ ہو عملاً۔ اور یہ آپ نے جا کے سمجھانا ہے۔ اس واسطے میں نے بڑا سوچا ایک منٹ کے لئے بھی ہم سو نہیں سکتے اگر ہم اپنی ذمہ داری سمجھنے والے ہوں۔ تو چوکس اور بیدار ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکے رہو توبہ کرو تا حسنات سے جو بڑھ گئی ہیں تمہاری سیّئات وہ خدا تعالیٰ معاف کر دے توبہ کے نتیجہ میں۔ اور دعائیں کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور فضل سے ایسے سامان پیدا کرے کہ جو ہم حقیر سے اعمال، اعمالِ صالحات اس کے حضور پیش کر رہے ہیں وہ عظیم وجود جو ہے وہ ہستی اللہ جل جلالہٗ وعزاسمہٗ جس نے سارے جہانوں کو پیدا کیا اور اس کی بادشاہت اور حکم ان میں چل رہا ہے وہ ہم عاجزوں کے اعمال کو قبول کر لے اور دعائیں کرو کہ اے خدا! ہمارے حقیر جو اعمال ہیں وہ تو قبول بھی کر لے تب بھی ہم اپنی ذمہ داریاں ٹھیک طرح نباہ نہیں سکتے جب تک تو زائد نہ دے جس کا تو نے وعدہ دیا ہے۔ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ تب آپ اس قابل ہوں گے کہ وہ ذمہ داریاں نباہ سکیں جو آپ کے کندھے پر ڈالی گئی ہیں۔

دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے جلد صحت دے (کام تو میں اب بھی کر رہا ہوں) تا اس سے بھی زیادہ کام کروں۔ آمین

(روزنامہ الفضل ربوہ ۵؍اپریل ۱۹۸۱ء صفحہ ۲ تا ۴)

❁❁❁